تفسیر احمد

سُورَةُ النَّبَإِ

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «النباء» کا تفسیر و ترجمه

تصنيف: امين الدين « سعيدي - سعيد افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم

سورة النبا

یه سورت مکّه میں نازل هوئی ہے ، اس کی چالیس آیتیں هیں

مقدمہ:

قرآن عظیم الشان رب تعالی کی کتاب اور همیشہ رہنے والاسب سے بڑا معجزہ هے، رب تعالی کا سب سے آخری پیغام پہنچانے والا اور آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے .

قرآن کریم وہ کتاب هے جس کے نورانی صفحوں پر گرد وغبار کی دھول نهیں بیٹھ سکتی ، اور نہ هی وقت گذرنے کے ساتھ پرانا اوربیکارا هوگا ، بلکه هرگذرتے وقت کے ساتھ اس کے علوم ومعارف واضح هوتےجائیں گے، قرآن کریم امت اسلامیه کے لیے ایک پختہ قانون هے، اور اسی وجه سے پوری تاریخ میں دشمنوں نے طرح کی شیطانی سازشوں سے امت اسلامیه کو اس کی حیات بخش تعلیمات سے محروم کرنے کی کوشش کی ہے ، اور انسانیت کوسُدھار نے والی اس کتاب سے انسان کو الگ تھلگ رکھنے کی سازش کی هے۔

لیکن ان کی سرتوڑ اور مسلسل کوششوں کے باوجود قرآن کریم تمام تر انقلابات اور تحریکوں اور باطل کے خلاف ڈٹ جانے کا سرچشمه رہا، اور اس کی نورانی آیات کی چمک نے وقت کے چمگادڑوں کی آنکھوں کو خیرہ کیاهے۔

قرآن کریم کی روشنی همارے لیے امید کی کرن هے {إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ} ترجمہ: یه قرآن وہ راسته دکھا تاهے جو سب سے سیدھا هے .

قرآن کریم جتنی روشنی کوئی اور ذریعه نهیں دے سکتا، جس سے انسانی دل منورهوجائے، کوئ اور عمل قرآن کریم کی طرح انسانی اخلاق کو سُدھار نهیں سکتا، قرآن عظیم همیں صحیح اور صحت مند طرز زندگی سکھا تاهے، اور صحیح سیدھا راسته دکھاتاهے، "اللّٰهُمَّ نَوِّرقُلوبَنا بِالقُرآن" آمین یا رب العالمین .

محترم قارئین:

قرآن کریم کا تیسواں پارہ جس کی اکثر سورتیں تقریبا بالاتفاق مکی ہیں، اس میں سب سے اهم مسئلہ جو بیان ہوا ہے وہ قیامت کا مسئلہ ہے، اور قیامت کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

دن انسانی حالات کی تشریح وتفصیل بیان کی گئ ہے، یہ اس لئے کہ انسان کی اصلاح کے لیے پہلا قدم یہ ہے کہ وہ اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ ایک دن حساب کتاب بھی ہے۔

اور ایسی عدالتیں بھی موجود ھیں جن کے قاضی اورجج پر کوئی چیز پوشیدہ نهیں ھے، ایسی عدالت ھے جهاں نه ظلم ہوگا اور نہ نا انصافی ھوگی ، او ر نه ہی کسی غلطی کی گنجائش ھے ، نه وهاں کوئی سفارش اور رشوت کار آمد ھے، اور نه جھوٹ بولنا ممکن ھے اور نه ھی کسی بات سے انکار کرنا۔

مطلب یہ کہ وھاں عذاب کے چنگل سے بھاگنے کا کوئی راسته نهیں ھے ، نجات کا راسته گناھوں کو چھوڑ نے میں ھے۔

ایسی عدالت کے وجود پر ایمان لانا انسان کو ہلا کر رکھ دیتا ہے ، اور سوئی ہوئی روحوں کو جگادیتا ہے ، یہ انسانوں میں تقوی و عزم اور احساس ذمہ داری کو زندہ کر دیتا ہے، اور اسے اپنے منصب کی پہچان اور اس کی اہمیت کا احساس دلاتاہے۔

کسی ملک اور معاشرے میں بگاڑپیدا ہونے کے بنیادی اسباب دوہی ہوسکتے ہیں:

(1) پولیس اور دیگر اداروں کی کمزوری ۔

(2) یاعدلیه کی کمزوری۔

اگرنگرانی کرنے والے یعنی: پولیس وغیره ذمه داران ھوشیار وتیزنظرھوں که لوگوں کی درست نگرانی کریں، اور مجرموں کے جرائم کی چھان بین کریں، اسی طرح عدلیہ بھی اپنے فرائض بخوبی انجام دے که کوئی جرم اور مجرم بغیر سزا کے نه رھے، ایسے ماحول میں بدعنوانی ، سرکشی جرائم اور بغاوتیں کم سے کم ھوجائیگی۔

جب مادی زندگی اپنے محافظوں اور عدالتوں کے زیرنگرانی ایسی ھو، پھر وھاں انسان کا کردار اور عمل صحیح راه پرآجاتاہے ، تو اگر ایسی ذات کے وجود پر ایمان لانا جومبدی ہے، یعنی جس نے پیدا کیاہے اور جوھرجگه اس کے ساتھ ھے (لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ) ذره بھر کے اندازے سے کوئی بھی چیز اس کے علم سے مخفی نهیں ھے، (سوره سبأ- 3)۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور جومعادی ہے: یعنی آخرت میں دوبارہ زندہ کرنے والا، اس کےوجود پر ایمان کہ جہاں اعمال کے بارے میں فرمایا: (فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ) ترجمہ: جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا (وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ) ترجمہ: اور جس نے ذرہ بھر بُرائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا(سورہ زلزال : 7-8)۔

الله کی ان دونوں صفات پر ایمان انسان کو ہرقسم کے گناہ سے اسی طرح روکتاھے جس طرح مستعد پولیس اور عدلیہ کا خوف انسان کوجرائم سے روکتاھے ، جبکہ الله کی نگرانی تو دنیا کے اداروں کی بنسبت اور بھی بہت اعلی ھے ، کہ جہاں اچھے اور برے اعمال ایک لمحے کے لیے بھی نہیں بھلائے جائیں گے، بلکہ اس کے سامنے انہیں پیش کیاجائیگا، الله تعالی پر اس طرح کا ایمان انسان کو ایسا متقی اور متدین بنادیتاھے کہ زندگی بھر اسے خیر وبھلائی کے راستے پرچلاتاہے ۔

تیسویں پارہ میں دوسرا محور جوکہ واقعتا قابل غور وفکرھے وہ ہے اپنے پیغمبرکی تائیدونصرت، اس مضبوط وفیصلہ کن تائید ونصرت کو آپ سورہ ضحی ، سورہ انشراح اور سورہ کوثر سورہ علق اور دیگر بے شمارسورتوں میں دیکھیں گے، ہم دیکھتے ھیں کہ الله تعالی سورت "والضحی" میں اپنے نبی کی مدد ونصرت کا اعلان فرماتے ھیں، کہ ہرگز اپنے نبی کو تنہا نہیں چھوڑا۔

دوسرا زیر بحث مسئلہ تیسویں پارہ میں جو قابل ذکرھے، مشرکوں ، کافروں اور جھوٹوں کے خلاف رب تعالی کی قدرت وطاقت کا تذکرہ ہے اور یہ کہ وہ لوگ اپنی منزل تک کبھی نہیں پہنچ سکیں گے، ہم جانتے ھیں کہ پیغمبرصلی الله علیہ وسلم مکّہ میں بظاھر ضعف کی حالت میں تھے، لیکن ان مکّی سورتوں میں خدا تبارک وتعالی کافروں اور مشرکوں کو ہرقسم کی تنبیہات اور ڈانٹ ڈپٹ دیتا اور انہیں ڈراتاھے، ان تنبیہات اور دھمکیوں کی ایک جھلک ہم سورہ ھمزہ میں دیکھتے ھیں (وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ) اور سورہ مطففین میں دیکھیں: (وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ) (ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے خرابی ھے) نیز سورہ لھب میں (تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ) (ابولھب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو) یاسورہ علق میں دیکھتے ھیں کہ رب تعالی تنبیہ فرماتے ھیں: (كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ) (ترجمہ: دیکھواگر وہ باز نہ آئے گا ، تو ھم (اس کے) پیشانی کی بال پکڑکر گھسیٹیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

گے) نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ (ترجمه: یعنی اس جھوٹے خطا کار کی پیشانی کے بال) -

لهذا یه سورتیں نبی صلی الله علیه وسلم اور مؤمنین کے ذهنی اور روحانی تقویت کا سب سے اهم ذریعه هیں، مکّه کے اس سخت ماحول میں یه مؤمنین کے لیے امن اور روحانی تقویت کا باعث بن گئیں، جو که همه وقت هرزمان ومکان میں ان آیات اور سورتوں کی تلاوت میں مشغول رهتے۔

لهذا تیسویں پاره کی سورتوں کا مقصد بهی توحید اور قیامت کے مراحل کے بارے میں یقین کو مضبوط کرنے، اور روحانی ومعنوی بنیاد کی رُو سے انسان کے تعلق کو خدا کے ساتھ تقویت پهنچانے میں یہ سورتیں نهایت مفید ومؤثر هیں۔

هم امید رکھتے هیں که ان سورتوں کی تفسیر وترجمه جوعلمی وتحقیقاتی مقالوں کی شکل میں تفسیر احمد کے عنوان کے تحت تیسویں پاره کی تفسیر مرتب کر کے آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے، یہ تفسیر ان شا ءالله آپ کو ایک بهترین موقع مهیا کرے گی که آپ معزز ومحترم حضرات ان قرآنی معلومات سے مستفید هوسکیں۔

الله تعالی سے دعاہے کہ(رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ﴿﴾ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾) ترجمه: اے پروردگار جب تونے همیں هدایت بخشی هے تو اس کے بعد همارے دلوں میں کجی نه پیدا کردیجیو اور همیں اپنے هاں سے نعمت عطا فرما تو تو بڑا عطا فرمانے والاهے ،(آل عمران: 8)۔

وجه تسمیه:

سوره عمَّ مکہ میں نازل ہوئی ہے، اور سورۂ"نبأ" سے موسوم ہے کیونکہ رب تعالیٰ کے اس فرمان (عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ﴿۲﴾) سے اس کا آغاز ہوا ہے ، کہ اس سے مراد قیامت کا دن هے ، اور سورۂ "عمَّ" اور "نبأ" سے مشہور ہے -

اس سورت کی مبارک آ یات کا مرکزی محور دنیا پر اس حاکم کی حکیمانه نظام کی دلیل اور جزا و سزا کے نظام کو نافذ کرنے کے لیے قیامت کا برپا ہونا حکمت الٰہی کا ضروری تقاضا ہے ، اس کے بغیر انسان کے وجود کو عبث اوربے مقصدسمجھا جاتا ہے -

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس سورت کا عمومی خلاصہ قیامت کے اعتقاد کے ثبوت کے گرد گھومتا ہے ، جس کا مشرکین عرصہ دراز سے انکار کر رہے تھے ۔

سورۃ النبأ کا سورت مرسلات کے ساتھ ربط و مناسبت :

الف: دونوں سورتوں کی مماثلت دوبارہ زندہ ہونے اور اس کے دلائل کے اثبات، اور رب تعالیٰ کی قدرت کے بیان میں اور کافروں، جھوٹوں، اورمنکروں کی مذمت کے بارے میں ہے، (مرسلات: 16 - 20- 25)،(نبأ:6 تا 16)

ب: جنت اور جہنم کے بیان میں دونوں سورتوں کی مشترکات ، اور پرہیز گاروں کے انعامات ، اور کافروں کے انجام ، اور قیامت کے بیان میں ۔

ج:ان آیات کی وضاحت اور تفصیل جو پچھلی سورت میں اجما لاً ذکر ہوا ہے ، (مرسلات: 12 تا 14)، (نبأ: 17 سے آخر تک)

سورۃ النبأ کی آیات ، الفاظ اور حروف کی تعداد :

سورۃ النبا قرآن کریم کے تیسویں پارہ کا آغازھے ، یہ مکی سورتوں میں سے ہے جس کے دو رکوع اور چالیس آیتیں ھیں۔

اور ایک سو چوھتر (۱۷۴) الفاظ ھیں ، آٹھ سو ایک حرف ھیں ، اور تین سوتریسٹھ نقطے ھیں، (واضح رہے کہ قرآن پاک کی سورتوں میں حروف کی گنتی کے حوالے سے علما ٴ کی آراءمختلف ہیں ، اس موضوع کی تفصیل کے لیے آپ سورۃ الطور تفسیر احمد کی طرف رجوع کر سکتے ہیں)

اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ :

اس سورت کا نام دوسری آیت میں دی گئ تعبیر وتشریح کی وجہ سے ھے۔

اور اس سورت کو پہلی آیت کی مناسبت سے "سورہ عمّ" بھی کہا جاتاھے ۔

سورۃ النبأ کا سبب نزول :

عالم اسلام کے مشہور ومعروف مفسّرومؤرخ محمد بن جریر طبری اور مسلمانون کے معروف محدث ابن أبی حاتم حسن سے روایت کرتے ھیں کہ: پیارے نبی کریم صلی الله علیه وسلم جب رسالت کے ساتھ مبعوث ھوئے اورمکه والوں کو رب تعالی کی وحدانیت کی طرف دعوت دینے لگے، اور مرنے کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

بعد دوبارہ زندہ ہوکر اٹھنے کے بارے میں بتایا، اور ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کرنا شروع کی تو کفار مکہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔

محمد کو کیا ہوگیاھے ؟ وہ کیا چیز اپنے ساتھ لایاھے ؟ پھر رب نے یہ آیت نازل فرمائی، (عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ﴿۱﴾ (ترجمه: (كفار) کس چیزکے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھتے ھیں؟) عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ﴿۲﴾) (ترجمه: ایک عظیم واقعه اورحادثه کے بارے میں سوال کرتے ھیں) اور ان کے سوالات کا جواب دے دیا۔

سورة النبأ کے مشتملات:

یہ کہنا ضروری ہے کہ :قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورتوں کا آغاز دلکش باتوں سے کیا ہے ، اور پھر اصل موضوع میں داخل ہوتا ہے ، سورۃالنبأمیں بھی اللہ تعالیٰ کافروں کے سوال سے اس کا آغاز فرما تا ہے ۔

اس ضمن میں یہ بات قابل غور ہے کہ : سورة النبأ تیسویں پارے کا نچوڑ ہے ، لہٰذا اگر انسان ان علوم کو سمجھ لے درست طریقے سے جس کا ذکر سورة النبأ میں ہوا ہے تو تیسویں پارے کا خلاصہ بخوبی جان لے گا ۔

لہٰذا اس سورت کے مشتملات کا ذیل میں دئیے گئے چند نکات میں خلاصه بیان کیا جا سکتاھے:

۱- اس سوره شریف کا آغاز قیامت ، حشر اور جزا و سزا کے احوال سے ہوا ہے ، ایک ایسا موضوع جس نے مکہ کے بہت سے کافروں کے ذہنوں پر قبضہ کر رکھا تھا ، البتہ مکہ کے لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے تھے،تصدیق اورتکذیب کرنے والے عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ﴿۲﴾) ۔

2- پھر زمین وآسمان اور انسانی زندگی میں خدا کی قدرت کے مظاهر کووقوع قیامت اور حشرکے لیے بطور دلیل پیش کرنا ۔

3- اس کے بعد مسئلہ بعثت کا ذکر کیا اور اس کا وقت اور تاریخ بتائی اور فرمایا کہ اس دن اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا اور حساب کے لیے اوّل و آخر کو جمع کرے گا ، (اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۙ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۙ﴿۱۸﴾)

(c) ketabton.com: The Digital Library

4- اس کے بعد جہنم اور باغی ا ور سرکشوں کے ہولناک عذاب کے انواع کو بیان فرمایا جس کو عظیم رب نے کفار کے واسطے تیار کیا ہے ، (اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًاۙ۲۱ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًاۙ۲۲ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًاۚ۲۳)

5- کفار پر بحث کرنے کے بعد متقیوں پر بحث کرتے ہوئے ان کے لئے تیار کی گئی نعمتوں کی اقسام اور جنت کی نعمتیں بیان کی ہیں، (اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًاۙ۳۱ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًاۙ۳۲ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًاۙ۳۳ وَّكَاْسًا دِهَاقًاؕ۳۴)

6- آخر میں قریب الوقوع عذاب سے ڈرانا اور پھر کافروں کے عبرت ناک انجام کے بیان کے ساتھ سورت کا اختتام ھوتاھے۔

ترجمه وتفسير سورة النبا

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَۚ۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِۙ۲ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَؕ۳ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَۙ۴
ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ۵ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًاۙ۶ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًاۙ۷ وَّخَلَقْنٰكُمْ
اَزْوَاجًاۙ۸ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًاۙ۹ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًاۙ۱۰ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ
مَعَاشًاۙ۱۱ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًاۙ۱۲ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًاۙ۱۳ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ
الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًاۙ۱۴ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًاۙ۱۵ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًاؕ۱۶ اِنَّ يَوْمَ
الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًاۙ۱۷ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًاۙ۱۸ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ
اَبْوَابًاۙ۱۹ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًاؕ۲۰ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًاۙ۲۲ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ
اَحْقَابًاۚ۲۳ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًاۙ۲۴ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًاۙ۲۵ جَزَآءً
وِّفَاقًاؕ۲۶ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًاۙ۲۷ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًاؕ۲۸ وَكُلَّ شَيْءٍ
اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًاۙ۲۹ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا۳۰ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًاۙ۳۱ حَدَآئِقَ
وَاَعْنَابًاۙ۳۲ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًاۙ۳۳ وَّكَاْسًا دِهَاقًاؕ۳۴ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا
كِذّٰبًاۚ۳۵ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًاۙ۳۶ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ
لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًاۚ۳۷ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّاؕ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ
اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا۳۸ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ
مَاٰبًا۳۹ اِنَّاۤ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۖۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ
يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا۴۰

(c) ketabton.com: The Digital Library

محترم قارئین:

آیات مبارکہ (1 تا 30) زندہ ہونے کی خبر کے بارے میں ہیں ، اس کے دلائل کے اثبات ، قیامت کے دن کی خصوصیات اور اس کی نشانیاں ، اور عذاب کی قسمیں زیر بحث آئی ہیں ،

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَۚ۝۱	(کفار) کس چیزکے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھتے ھیں؟ (۱)

«عَمَّ » دوحرف (عَنْ اور مَا) سے مرکب ھے، ما استفھام کیلئے آتاھے ، اس ترکیب میں الف "ما" سے ساقط ھوگیاھے، اس کا ترجمہ ہے کہ: وہ لوگ کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ھیں؟ پھر خودہی جواب دے دیا ھے کہ : عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ(بڑے خبر کے بارے میں)

" يَتَسَآءَلُوْنَ" ایک دوسرے سے پوچتے ھیں ، جب مکے کے کفار ومشرکین کو مبدا اورمعاد ، وحی اور نبوّت ، قیامت اور حساب وکتاب ، جنت اور دوزخ جیسے نئے موضوعات کا سامنا کرنا پڑا، تو کبھی شک اور تردد کی نگاہ سے، اور کبھی مذاق کے طورپر ، اور کبھی استھزا ء کرکے ان موضوعات کے بارے میں ایک دوسرے سے بعض سوالات کرتے تھے، یھاں پر ان کا سوال یہ تھا کہ: کیا سچ میں قیامت کا وجود ھے؟

عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِۙ۝۲	ایک عظیم واقعہ اورحادثہ کے بارے میں سوال کرتے ھیں (۲)

نبأ: مفسرین نے اس لفظ کی متعدد تفسیریں کی ہیں مثلاً: قیامت، قرآن ، دین کے اصولی عقائد، لیکن مجموعہ آیات میں موجود قرائن اس بات کی نشاندھی کرتے ھیں کہ اس کی تفسیر قیامت پرسب سے اصح ھے ، اس کا معنی یہ ھے کہ أھل مکّہ خبر عظیم قیامت کے بارے میں کچھ سوال وجواب کرتے ھیں، اور اس سے متعلق باھمی اختلاف رکھتے ھیں۔

الَّذِيْ ہُمْ فِيْہِ مُخْتَلِفُوْنَ۝۳	کہ وہ خود اس میں اختلاف کرتے ھیں (۳)

« مُخْتَلِفُوْنَ » اختلاف کرنے والے، کچھ لوگ اسے قبول کرتے ھیں ، اور کچھ اس کے بارے میں شکوک وشبھات کا شکارھیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

ابن عباس رضی الله عنه فرماتے ھیں که جب قرآن عظیم الشأن کے نزول کا آغاز ھوا تو کفار مکه اپنی محفلوں اور مجالس

میں بیٹھ کر قیاس آرائیاں کرتے تھے، که قرآن کریم میں قیامت کو بڑی اھمیت کے ساتھ ذکر کیاگیاھے ، گویا که اھل مکه کے نزدیک وقوع قیامت ناممکنات میں سے تھا، اس لیے قیامت کے متعلق بحث ومباحثے شدّ ومدّ کے ساتھ جاری رہتے تھے۔

کچھ لوگ اس کی تصدیق کرتے تھے ، اور بعض لوگ اس کی تکذیب پر دلائل دیتے تھے ، اس لئے اس سورت کی ابتدا میں ان کی اس کیفیت وحالت کوبیان فرمایا، اور پھر اس کے وقوع پذیر ھونے کوبیان فرمایا، اور وہ لوگ اس کے آنے کی متعلق جو اشکالات رکھتے تھے ان کا جواب دیا۔

بعض مفسرین لکھتے ھیں که : کفار کی یہ بحث ومباحثے اور سوال وجواب اس کے واقعیت کو جاننے کی تحقیق کے لیے نہیں، بلکه یہ سب کچھ بطور استھزا وتمسخر کے تھا ، قرآن کریم نے اس کے جواب میں اس جمله کو تاکیدًا دوباره تکرار کے ساتھ ذکرکیا۔

كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۴﴾	ایسانھیں ھے جس طرح کے مشرکین سمجھتے ھیں "عنقریب وہ جان لینگے" اس امر کی حقیقت کو (۴)

ایسا نھیں ھے ، جیسا که مشرکین سمجھتے ھیں، جلد ھی انھیں اس خبر او ر اس معاملے کی حقیقت کا پته چل جائے گا، اور وہ اپنے اعمال وافعال کی نحوست کو سمجھ لیں گے، جب اھل قبور بیدار ھوں گے، سینوں میں جو کچھ چھپا ھواھے ظاھرھوجائیگا، پردے ھٹ جائیں گے، اور پوشیدہ چیزیں ظاھر ھوجائیں گی، یه کفار کے لیے ایک سخت تنبیه، ڈانٹ ڈپٹ، اور سزا ھے ، جسے نئے سِرے سے مبالغه اور تنبیه میں شدید سختی اختیارکرتے ھوئے سزا اور وعید کو اس چونکا دینے والے تنبیه کے ساتھ پیش کیا جاتاھے۔

ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾	پھربھی ایسا نھیں ھے ،" بھت جلد جان لینگے"(۵)

یعنی : ان کے لیے ھرگز مناسب نھیں ھے که قرآن یا قیامت کے بار ے میں اختلاف کریں، اس لیے که قرآن کریم اور اس دین مبین کے عقائد حق

(c) ketabton.com: The Digital Library

پرھیں ؛ لھذا جولوگ ان کا انکار کرتے ھیں بهت جلد اپنی تکذیب کا انجام دیکھ لینگے، یعنی وہ دیکھیں گے کہ ان پر کیا عذاب اور ذلت آتی ہے۔

اس کے بعد الله تعالی نے عجیب وغریب چیزوں اور حیرت انگیز مظاھرکی تخلیق پراپنی قدرت عظیم کے چند مظاھر کا ذکر کیاھے، جو قیامت کے دن پراس کی قدرت کی دلیل ھے، اور ان عجائب ومظاھرکو الله تعالی اس طرح شمار کر کے بیان فرماتے ھیں، "کلاَّ " یہ تکرار تاکید کیلئے ہے ، ہر گز نہیں، ایسا نہیں ہے " سَيَعْلَمُوْنَ"ضرور جان لیں گے، اس سے مراد دوبارہ زندہ ہونے کے بعد اور قبروں سے باہر آنا ہے (ملاحظہ کریں "المصحف المیسر")۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًاۙ﴿۶﴾	کیاھم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا؟ (۶)

مهاد: مهد کے ماده سے ہے ، نیچے بچھانے والے گدّے یا بچے کے پنگھوڑے اور جھولے کوکھتے ھیں ، اور جن جگہوں کو بچوں کا مهد کہا جاتا ہے وہ بھی اسی لفظ سے لیے گئے ہیں، زمین ایک ماں کی مانند ہے جس میں معلوم اور مقسوم رزق و روزی جمع کی گئی ہے ، اور یہ آفاق کی نشانیوں میں سے ہے، دوسرے لحاظ سے یہ حکمت کی طرف دعوت ہے، یہ انسانوں کی سوچ کو مخاطب کرتا ہے کہ تم دیکھو کیا ہم نے زمین کوتمھارا گھوارہ اور امن کی جگہ نہیں بنایا؟ اس میں زمین کی کُروی ہونے کی طرف اشارہ ہے، اگر زمین غیر کُروی ہوتی تو یہ امن و سکون کی جگہ نہ رہتی، اور دن رات کے معاملے میں بہت سے مسائل پیدا ہوتے ، کبھی انسان نعمتوں میں مشغول اور اس سے بے خبر رہتے ہیں، رب تعالیٰ ہمیں نعمتوں کی یاد دلاتا ہے تاکہ ہم شکر ادا کریں ، اور شیطان ملعون کے بہکاوے میں آکر ہم نعمتوں کو نہ بھولیں ، کیونکہ شیطان ہم سے نعمتوں کو بھلا دیتا ہے اور جو کچھ ہمارے پاس نہیں ہے اس کی آرزوئیں دلاتا ہے تاکہ ہم موجودہ نعمتوں پر راضی اور شکر گزار نہ ہوں ۔

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًاۙ﴿۷﴾	اور پهاڑوں کو میخیں (۷)

پهاڑوں کو زمین کیلئے میخیں بنادیاھے تاکه آرام پکڑلے اور نه هلے ،"اَوْتَادًا"وہ میخیں جن سے زمین مستحکم رہتی ہے ، جیسے خیموں کو میخوں کے ذریعہ مضبوط کیاجاتاھے، جی ہاں بالکل ! رب تعالیٰ نے پہاڑوں کو ایک مضبوط اندازے کے ساتھ زمین میں پھیلا دیا ہے ، اور اس کے درمیان میں

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور چاروں کناروں پر ٹھیک طریقے سے اور حسن تدبیر کے ساتھ مستقر کیا ہے ، "التسھیل"میں لکھا ہے کہ :پہاڑوں کو میخوں سے تشبیہ دی ہے ؛ اس لیے کہ زمین کی حفاظت کرتے ہیں اور لرزنے نہیں دیتے (التسھیل : 4/ 173).

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا﴿۸﴾	اورتم کوھم نے جوڑے بنایا (۸)

عورت کو دانا حساس طبیعت اور بہت زیادہ مهربان بنایا تاکه وه تعلیم وتربیت کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھا کراس کو بام کمال تک پهنچادے .

خدانے عورت کو جوجمال الهی کا مظهر هے پیدا کیا اور اسے آرام وسکون کا هم پله قرار دیا، تاکه گھر اور خاندان کے لوگوں کو اپنی همدردی ومهربانی کے سایه میں لائے، کیونکه مهربانی اورمحبت زندگی کی بقا کا ذریعه هے۔

وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا﴿۹﴾	اور تمهاری نیند کو تمهارے آرام وراحت کا ذریعه بنایا (۹)

طبیعی مسائل میں سے ایک مسئله نیند هےنیند انسانی زندگی میں بڑی اهمیت کی حامل هے، اگر کسی بھی وجه سے انسان کو نیند نه آئے تو ممکن هے اس کا ذہنی توازن خراب ہوجائے، هرحالت میں انسان کو طبیعی طور پر نیند کی اشد ضرورت هے، بلکہ نیند کا نه آنا انسان کےقلب کے رُک جانے اور موت واقع هونے کا سبب بن سکتاهے۔

اسی لئے بعض لوگ کهتے هیں که انسان بهوک اور پیاس سے نهیں مرتا ، لیکن بے خوابی کی وجه سے مرسکتاهے، اس وجه سے رب تعالی کی نعمتوں میں سے ایک اهم نعمت نیند هے ، بهترین نیند وه هے جو سکون والی جگه میں ہو، اور سونے کی جگہ میں روشنی کم سے کم هو۔

اس لحاظ سے قرآن کریم الله تعالی کی بڑی نشانیوں میں سے رات دن کی گردش اور آنے جانے کو بیان کرتاهے ، که استراحت اور کامل آرام کا موقع انسان کو میسر آتاهے، اور دن میں تلاش رزق و روزی اور کام کے مواقع فراهم کرتاهے .

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا﴿۱۰﴾	اور بنایا هم نے رات کو اوڑهنا

قرآن کریم نیند کی حقیقت کو جسم سے خروج روح انسانی سے تعبیر کرتاهے، اور کهتاهے که :

(c) ketabton.com: The Digital Library

(وَہُوَالَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ) خداتعالی وہ ذات ھے جورات کو تمھیں موت دیتاھے . (سورہ انعام آیہ: 60) نیز فرماتاھے :(اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِہَا۝ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْہَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۝۴۲)

ترجمہ: خدا لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کرلیتاھے اور جو مرے نہیں (انکی روحیں) سوتے میں (قبض کرلیتاھے) پھرجن پر موت کا حکم ہوچکا ہوتاھے ان کو روک رکھتاھے، اور باقی روحوں کو ایک وقت مقررتک کے لئے چھوڑدیتاھے، جو لوگ فکر کرتے ھیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ھیں (سورہ زمر آیت: 42)۔

ان آیات میں اور بالخصوص آخری آیت میں موت کی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیاھے، قرآن کے تجزیہ کے مطابق موت اور نیند ایک ھی چیز ھیں ، دونوں میں کوئی فرق نہیں ھے ، اس کا معنی یہ ھے کہ موت اور نیند کی حقیقت یہ ھے کہ انسان کی جان مکمل طور پر انسانی جسم سے باہر نکل جائے، اس لحاظ سے نیند کی حالت میں بدن او روح کے درمیان جو تعلق ھے وہ بھی کسی حدتک ختم ہوجاتاھے، موت یہ ہے کہ اللہ تعالی جان کو جسم سے نکال کر دوسری جگہ لے جاتاھے ، جو کہ انسانی جسم سے باھر اور ایسی جگہ ہے جسے اللہ تعالی اپنے پاس کا نام دیتاہے، البتہ موت اور نیند کے درمیان فرق یہ ھے کہ موت کی حالت میں جان اور جسم کا رابطہ مکمل طورپر ختم ہوجاتاھے ، ہرقسم کا تعلق و رابطہ بدن اور روح کے درمیان میں سے حذف ہوجاتاھے ۔

اس حالت میں انسان کے بدن وجان میں کوئی تعلق باقی نہیں رھتا، اور جب روح انسانی جسم سے الگ ہوجاتی ھے ، تو دوبارہ پلٹنے کی اجازت نہیں پاتی، جھاں گئی ھے وھاں پراس کو روک لیا جاتا ہے۔

لیکن نیند اس طرح ھے کہ یہ رابطہ دوبارہ مکمل طور پر بحال ہوجاتاھے، اور جان کو بدن کی طرف بھیجا جاتاھے، ، تا کہ انسانی حیات کی سرگرمیوں کی رہنمائی کرتی رہے ۔

قرآن کریم ہر نیند کو موت کھتاھے کیونکہ اس میں روح قبض ہوتی ھے، البتہ اس فرق کے ساتھ کہ موت کی حالت میں روح کو روک لیا جاتا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے، جبکہ نیند میں روح کو واپس کیاجاتاھے ، تاکه مقررہ وقت تک جسم کی رھنمائ کرے ۔

اس اعتبار سے نیند کی حقیقت کو موت کی طرح روح کا بدن سے خارج هونا کهاجا سکتاھے،اس مناسبت سےنیند ایسی موت ھے جس کا دوام نهیں هوتا، اور روح کے جسم میں دوبارہ آنےسے آدمی بیدار هوجاتاھے ۔

اس وجه سے جاگ جانا روح کا بدن کی طرف دوبارہ واپسی ھے، جوبنده نیند میں هو وہ کسی قسم کا اختیار اور تسلط اپنے جسم پر نهیں رکھتا، اور روح اورجسم میں وہ رابطه وتعلق نهیں رهتا، جوبیداری کی حالت میں هوتا ھے ۔

اس کا مطلب یه ھے که روح اورجسم کے درمیان تعلق اندرونی نهیں، بلکه بیرونی ھے، یعنی جسم اور روح دو الگ الگ حیثیتیں رکھتی ہیں، جیسے کوئی شخص باھرسے کسی چیز یاجسم کی رھنمائی کرے ۔

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا۝۱۱	اور بنایا هم نے دن کومعیشت کے واسطے

دن قرآن کریم میں ان اهم ترین مواضع میں سے ہے جس پر پر وردگار باعظمت نے دو سورتوں میں قسم کھائی ھے۔

(1) سورة الشمس کی آیت "3" وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا۝۳" قسم ھے دن کی جب اس جهاں کو روشن کردے۔

(2) سورة اللیل کی آیت "۲" میں (وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى۝۲) قسم ھے دن کی جب اپنے ظهور سے دنیامیں اجالا کردے ۔

مفسرین لکھتے هیں که نور اور روشنی پر ربّ تعالی کی قسم کھانے کا مقصد انسان کو اس کے بے شمار اور اہم فوائد کی طرف متوجه کرناھے، تاکه خدا تعالی کا شکر ادا کریں اور اس روشنی کے قدرکریں۔

دن پر قسم کھانا یه بتا تاھے که دن میں رب تعالی کی بڑی نعمتیں هیں ، اگرهمیشه اندھیرا هوتا تو خدا تعالی کی مخلوق کیلئے رزق کی تلاش مشکل هوجاتی، اگر همیشه دن هوتا تو پھر آرام وسکون اور راحت سے محروم هوجاتے ، اس لئے دو سورتوں (اللیل والشمس) میں دن رات کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

موضوعات تکرار کے ساتھ مذکورہوئے ہیں ، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حکمت کے لحاظ سے ان دونوں کی بہت بڑی اهمیت هے ۔

رب تعالي كا قسم كهانا قرآن مجيد كے بيان كرده اہم موضوعات ميں سے ہے ۔

سوره (الشمس اور اللیل) اس کے متعلق تفصیلی بحث اپنے مقام پر ہوگی، یہاں میں مختصرًا عرض کرنا چاهتاهوں۔

جوسورتیں قرأن عظیم الشان میں قسم سے شروع هوئی هیں ان کی اپنی ایک حیثیت هے، مگرسوال یہ ہے کہ الله جل جلاله نے قسم کیوں کھائی ہے؟ اوریہ کہ طبیعی اشیاِء کی قسمیں کیوں کھائی ہیں؟

هم جب رب تعالی کی قسم کھاتے هیں ، کهتے هیں که قسم هے خدا کی ، تو ہمارا مقصد کسی کو یقین دلانا ہوتاہے، مگر خدا جل الله جلاله کیوں قسم کھاتاہے ؟ رب کو تو قسم کهانے کی ضرورت نهیں هے ۔

مفسرين اس كی وجہ لكهتے هيں كه قسم والے الفاظ اكثر وبيشتر مكی سورتوں ميں نازل هوئے ہیں ، يه سورتيں ايسی فضاء ميں نازل هوئی هيں كه قرآن كريم جن افراد سے مخاطب هے وه لوگ قرآن كا انكار كرناچاهتے هيں،اور كهتے هيں كه يه كلام الهی نهيں هے، اور كهتے هيں كه يه پيغمبر نهيں هے، اس لیے کہ رب تعالی بشر سے اپنا رابطه نهيں جوڑتا، انسان اس وقت قسم كهاتاهے جب منكر آدمی سے سامنا هوجائے، ورنہ توهميں قسم كهانے كی كوئی ضرورت نهيں ہوتی، هم ايسے هی اپنی بات كرليتے هيں قسم نهيں كهاتے ، ہم اس وقت قسم كهاتےهيں جب ہم ديكهتے هيں كه سامنے والا بنده ہماری بات پر یقین نہیں رکھتا، یا ہماری بات كا انكار كرتاهے، يا يه كه همارى بات كو سِرے سے اهميت هی نهيں ديتا، تو قرآن كريم نازل هواهے اور اتراهے هماری عقل و فكر كو مدنظر ركھ كر ، يعنی الله تعالی نے اپنا كلام عظيم مخاطبين كی سمجھ بوجھ كی سطح كے مطابق اتا را ، اس لئے قرآن كريم چاهتاهے كه اپنے مخاطبين سے رابطه بر قرار ركهے، اور انهيں اپنے زير اثر ركهے، اور ان كے انكار واستبعاد جوكه وه كهتے هيں خدا بشرسے رابطه نهيں جوڑتا ختم كردے، اس وجه سے خدا تعالی قسم كها تاهے، قرآن كريم ميں رب تعالی كے قسم كهانے كی وجوہات يهی هيں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝١٢	اور بنائے هم نے تمهارے اوپر سات مضبوط آسمان (جوکه اپنی خلقت کے اعتبار سے بهت مضبوط هیں

ہم نےتمھارے سر کے اوپرآسمان کو ایسا بنایا کہ اس کی تعمیر میں کوئی کمی اور عیب نہیں ہے ، "سَبْعًا" سات ، یہ عدد تکثیر کے لیے ہے ، جو آسمان کے بہت سے دائروں اور کائنات کے بہت سے نظاموں اور کہکشاؤں کا مجموعہ ہے جن کا ایک مستحکم اور بڑا ڈھانچہ ہے ، یا اس سے مراد ایک حد ہے ، لیکن ہم جو ستاروں میں دیکھتے ہیں ان کا تعلق آسمان اوّل سے ہے جبکہ اس سے باہر چھ آسمان اور ہیں جو بشر کے علم سے باہر اور اس سے اوپر ہیں (ملاحظہ کریں : صافّات:6، فُصّلت:12) ۔

لفظ "شداد" : "محکم اور مضبوط" اسے اس معنی میں استعمال کیا گیا ہے کہ اس کی سر حدیں اتنی مضبوط ہیں کہ ان میں کوئی تبدیلی یا کوئی دوسرا تغییر واقع نہیں ہوگا، ان ان گنت ستاروں اور سیاروں میں سے کوئی بھی ان حدود کو عبور کرکے دوسروں سے ٹکرا کر آپ کے زمین پر نہیں گرے گا ، جیسا کہ سورۂ انبیا ء کی آیت "32" میں فرمایا : (وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝٣٢) ترجمہ: اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا اور وہ اس کی نشانیوں سے منہ پھیرنے والے ہیں ۔

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝١٣	اور بنایا هم نے ایک چراغ چمکتاهوا (اس سے مراد سورج هے)

اس میں مستقل گرمی اور ہمیشہ کی روشنی ہے ، ایک خاص حساب و ترتیب سے حرکت کرتا ہے اور حکمت کے تحت روشنی دیتا ہے ، اوراللہ کی مقرر کردہ تقدیر کے ساتھ طلوع ہوتا ہے ، نہ اس کی رفتار اور حرکت میں کوئی خلل ہے، اور نہ طلوع و غروب میں بےترتیبی ہے، مفسرین کہتے ہیں کہ: اس کی روشنی بہت تیز دہکتی ہوئی اور بھڑکتی ہوئی ہے ۔

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝١٤	اور اتارا هم نےنچڑنے والےبادل سے پانی کا ریلا

(c) ketabton.com: The Digital Library

الْمُعْصِرٰتِ: جمع مُعْصِر ، وہ بادل جس کے برسنے کا وقت آپہنچا ہو ، جب بادل ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے ہیں تو ان کا ایسا نظام بن جاتا ہے کہ خود کو دباتے ہیں جس کے نتیجے میں بارش برستی ہے ،(تفسیر: نمونہ)

ثَجَّاجًا: بہت زیادہ برسنے والا ، اور گرنے والا ، پے در پے برسنا (تفسیر نور:ترجمۂ معانی قرآن)۔

بادل کا ذکر قرآن میں

قرآن عظیم الشان نے بادل کے لیے مختلف الفاظ ذکرکیے ہیں جن میں چند حسب ذیل ہیں:

1- سحاب: "سحب" سے کھینچنے کے معنی میں ھے، بادل کوسحاب کہتے ھیں، اس لئے که آسمان میں هوا کے ذریعه اسےکھینچاجاتاھے، یا اس وجه سے که پانی کو اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے لیجاتاھے، سحاب بادل کا مطلق نام ھے، برسنے والا بادل ہویا نه برسنے والا (مفردات ص: 399 سَحَب) یه لفظ (9) نو مرتبه قرآن کریم میں ذکر هوا ھے، (البقرة آیت: 164) (الاعراف آیت: 57)، (رعد آیت: 12)، (نور آیت: 40) (نمل آیت: 88)، (روم آیت: 48)، (فاطر آیت: 44)۔

2- غمام: غم سے ہےکسی چیزکو ڈھانپنے کے معنی میں ھے، بادل کو غمام اس لئے کہا جاتاھے کہ وہ سورج کی روشنی اور آسمان کو ڈھانپ لیتاھے، (مفردات ص: 613) "غمّ" یه کلمه قرآن کریم میں چارمرتبه آیاھے، (بقره آیات: 57 و 210)، (اعراف : 160)،(فرقان آیت: 25)۔

3- عارض: عرض سے ھے کسی چیز کے ظاھر کرنے کو کهتے هیں ، اس لئے بادل کو عارض کہا جاتاھے که یه انسان کی نظروں کے سامنے ظاھرو آشکار ہوتاھے ، یه کلمه دوجگه آیاہے (احقاف آیت: 24 – 46)۔

4- ظله: "ظلّ" سے ہے ،سایه کا معنی ھے، اور سایه رکھنے والے بادلوں کو کهاجاتاھے ، (مفردات صفحه: 536 "ظلّ")۔

قران کریم میں یه لفظ عذاب لانے والے بادلوں کیلئے استعمال هواھے، یه لفظ دوبار مفرد کے طور پر آیاھے، (اعراف آیت: 171)، و(شعراء: 189) ، اور ایک بار جمع کے طور پر بقره کی(آیت: 210) میں آیاھے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

5- "حاملات" حمل سے هے بادل کو حاملات اس لئے کهاجاتاهے که اپنے ساتھ پانی اٹھا تاهے، (مفردات ص: 257) حمل: یه لفظ ایک بار سوره ذاریات آیت: 51 میں آیاهے۔

6- معصرات: عصر سے بمعنی نچوڑ نے کے هے، (التحقیق، ج -8 ص : 146 عصر) اس سے مراد بارش والے بادل هیں، ان بادلوں کو معصرات کهنے کی وجه یه هے که بارش برسنے کے دوران ہوا ان بادلوں کو نچوڑتی هے، بعض لوگوں کی رائے کے مطابق مُعصر اعصارسے هے ، جوکه طوفان کے معنی میں هے، اور ان بادلوں کو کهاجاتاهے جو طوفان کے ساتھ آجائیں ، (مفردات ص: 569)عصر پانی کےبڑے بڑے قطروں اور موسلا دهار بارش کے لیے استعمال ہوتاہے ، اور "ثَجَّاجًا" والی صفت (فراوان اور پے درپے کے معنی میں هے) یه صفت قرآن کریم نے اس قسم کی بارشوں کیلئے استعمال کی ہے کہ جن کو اس طرح بادل لے آتے هیں ، یه لفظ ایک هی بار ذکر هواهے ، آیت (14 سوره نبأ) .

7- مزن : چمکدار ، روشن اور پانی والے بادل کو کهتے هیں، مفردات ص: 766 مزن).(القاموس المحیط جلد 2- ص : 1621 مزن) یہ کلمه صرف ایک بار سوره واقعه آیت: 69 میں ذکر هواهے.

8- صَوب: اس کا معنی گرناهے ، بادل کے علاوه بارش پربهی اس کا اطلاق هوتاهے، (مقاییس جلد 3 صفحه : 317 صوب) بعض نے اس کو بارش والے بادل کها هے، یه لفظ ایک بار سوره بقره آیت: 19 میں ذکر هوا هے.

9- سماء : "سموّ" سے ہے رفعت وبلندی کے معنی میں هے یعنی هرچیز سے اوپر، اس کا اطلاق ان بادلوں پر هوتاهے ، جو انسان پرسایه فگن ہوتے ہیں، (الصحاح ، جلد 6، صفحه 2382 سمو)۔

بعض اس کا اطلاق بادل پر مجاز ًا کرتے هیں اور بعض حقیقی طورپر (مقاییس ج 3 ص: 98) "سمو" بعض کے مطابق آسمان مقصود هے، سوره بقره کی(آیت: 22 ا)میں اس کا ذکر متعدد بار آیاهے۔

لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًاۙ﴿۱۵﴾	تاکه نکالیں هم اس سے اناج اور سبزه

(c) ketabton.com: The Digital Library

یعنی : اس بادل سے برسنے والے پانی کے ذریعے هم نے زمین سے ایسے اناج اگائے جو تمهارے لئے قوت اورغذا هے، جیسے: گندم ، جو وغیره .

نبات: اس سے مراد چوپایوں کا چاره ، اور سارے کھائے جانے والے پودے هیں۔

وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾	(تاکه هم اگائیں اس جاری پانی کے ذریعے)باغات لپٹے هوئے اورگھنے (16)

لپٹے هوئے باغات سے مراد ایسے گھنے باغات هیں جو پھلوں سے گھرےهوئے هوں ،یه ایسی حکمت کے محتاج هیں که کسی چیز سے محروم نه هوں، اور ایسی رحمت خواهان هیں که تمام چیزیں کو اپنے اندر جگه دیں ، ایسے باغات هیں جن میں درخت بهت زیاده هوں اور ایک دوسرے سے ملے هوئے اور جڑے هوئے هوں۔

الله سبحانه وتعالٰی نے حشر ونشر کے وقوع پر واضح طور پر اپنی قدرت کامله پر دلالت کرنے والے دلائل ذکرکئے هیں، کیونکه جس خالق نےان اشیاء کی تخلیق فرمائی هے، وه مردوں کو دوباره زنده کرنے او ر قیامت اورحساب وکتاب پر بھی قادر هے .

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾	بیشک فیصلے کا دن ایک مقررروقت هے (17)

روز حساب اور لوگوں کے درمیان فیصلے کا دن خدا کے علم اور تقدیر میں ایک خاص اور معین وقت هے، اور اس میں کوئی تاخیر نهیں هوگی، قرطبی فرماتے هیں که: اس وجه سے "یوم الفصل" سے موسوم هے که الله تعالی اپنی مخلوق کے درمیان قطعی فیصله فرمائے گا جس میں وه اولین اور آخرین کو اکٹھا کرے گا ، (قرطبی : 19 / 173)

«یوم الفصل» کے بارے میں علماء کی مختلف آراء هیں :

1- اس دن اهل کفر اور اهل ایمان کےدرمیان فاصله بڑھے گا۔
2- اس دن لوگوں اور ان کے مظالم کے درمیان فاصله آئے گا۔
3- "یوم الفصل" کا دن بر حق هے .
4- اس دن لوگوں کو تمام چیزوں کی حقیقت معلوم هوجائے گی۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

رب تعالی نعمتوں کے ذکر کے بعد "یوم الفصل" کے بارےبحث فرماتےھیں ، اس کی وجه یه ھے که خود کو دنیا کی نعمتوں میں مشغول نه رکھو، اور یه جان لو که دنیا کے بعد کیا معاملات آپ کے سامنے آئیں گے، اس کا مقصد انسان کی تنبیه ھے، پس قیامت ، یعنی : حق اور باطل کی جدائی کا دن ، مؤمنین اور غیر مؤمنین کی صف کے الگ ھونے کا دن ، یه آئے گا، یه میقات ھے ، یعنی یقینی اور لازمی ھے۔

یَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿١٨﴾	جس دن پھونکا جائے صور میں پھر تم آؤگے فوج درفوج

صور: ایک نرسنگھا ھے، جو اسرافیل علیه السلام کے ذریعه پھونکا جائیگا، اور اس میں خوفناک آواز ھوگی، (پھرتم آؤگے فوج درفوج) یعنی : سب جماعت جماعت اور ٹولیوں کی شکل میں ھر اُمّت اپنے پیغمبر کےساتھ قبروں سے اٹھ کرمیدان حشر میں حساب وکتاب کیلئے جمع ھوجائے گی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی الله عنه سے حدیث مروی ہےکه : قیامت کے دن لوگ تین گروھوں میں تقسیم ھوجائینگے ، ایک گروہ بھرے پیٹ کے ساتھ لباس میں ملبوس اپنے سواریوں میں سوار ھوکر میدان حشرمیں آئے گا، جب که دوسرا گروہ پیدل چل کر میدان حشر میں حاضر ھوگا۔

تیسرا گروہ چھرے کےبل کھنچتے ھوئے میدان حشر میں حاضر کیا جائے گا (مظھری نے نسائی اورحاکم وبیھقی کے حوالے سے روایت ذکرکی ھے)۔

بعض روایات میں "افواج" کی تشریح دس گروہوں سے کی گئی ہے یعنی دس قسم کے گروہ ہوں گے، بعض نے کھا ھے که حاضرین میدان حشرمیں اپنے اعمال وکردار کے اعتبار سے بے شمار گروھوں میں تقسیم ھونگے، ان اقوال میں کسی بھی قسم کا کوئی تضاد نھیں ھے، سب میں تطبیق دی جاسکتی ہے۔

بعض علماء کھتے ھیں که "3" تین مرتبه صور پھونکا جائے گا:

1-پھلا نفخه : ڈر اور خوف ھے۔
2-دوسرا نفخه : موت ھے ، سب مرجائیں گے۔
3-تیسرا نفخه : موت کے بعد سب کا اٹھنا ھے۔

بعض علماء نفخات کی تعداد کو دو ھی شمار کرتے ھیں:

1-ڈر اور موت کا نفخه .
2-بیدار ھونے اور جاگنے کا نفخه .

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا۱۹ۙ	اورکھولاجائیگا آسمان اور هونگے اس میں بے شمار دروازے (19)

جیسا که سوره انشقاق کی آیت (۱) میں فرمایا: «إذالسَّماء انشَقَّت» : چونکه اس کا وقوع پذیر هونا یقینی هے، اس لیے ماضی کا صیغه "فُتِحَت " کے ساتھ بیان کیا گیاهے، یعنی آسمان میں بهت سارے دروازے کھل جائینگے تا که فرشتے ان سے نیچے اتریں۔

وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا۲۰ؕ	اورچلائے جائینگے پهاڑ اور هوجائینگے چمکتے هوئے ریت کی طرح

« وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ» پهاڑاپنی جگه سے اکھڑکرحرکت کریں گے،" فَكَانَتْ سَرَابًا" اور پهاڑبھی سراب بن کر دکھائی دیں گے (سراب پانی جیسا دکھائی دیتاهے) یعنی: جیسا که انسان سراب کو پانی سمجھتا هے ، حالانکه وه پانی نهیں هوتا ، پهاڑ بھی ایسے هی هوں گے، یعنی: پهاڑ ایک شدید جھٹکے کے ساتھ اپنی جگه سے اکھڑ کر ریزه ریزه هوجائیں گے، اور هوا میں اڑائے جائینگے غبار کی طرح که دیکھنے والا یہ گمان کریگا که وه پهاڑ هے، حالانکه وه پهاڑ نهیں هونگے محض غبار هونگے۔

طبری کهتے هیں که: پهاڑبعد اس کے که ریزه ریزه هوجائیں گے اور گرد وغبار میں تبدیل هوجائیں گے ، دیکھنے والا اسےپانی هی سمجھے گا ، لیکن حقیقت میں وه گرد وغبار هوگی (طبری: 7/3)

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا۲۱ۙ	بیشک جهنم ایک گھات هے

یهاں جهنم سے مراد جسر جهنم هے، یعنی : پُل صراط، وهاں ثواب وعذاب کے فرشتوں کے دوگروه انتظارمیں هونگے، عذاب کے فرشتے جهنم والوں کو پکڑلیں گے، اور ثواب والے فرشتے بهشت والوں کو اپنے مقام پر پهنچائینگے، (مظهری).

حسن بصری نے کهاہےکه: جهنم کے اس پل کی نگرانی پرمقرر فرشتے ، جس آدمی کے هاتھ میں جنت میں جانے کا پروانه هوگا، اس کوجانے دینگے، اور جس کے هاتھ میں یه اجازت نامه نه هوتو اسے روک لینگے ، (مظهری).

(c) ketabton.com: The Digital Library

لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا۝۲۲	سرکشوں اورشیریروں کےلیے ٹھکانه هے (22)

یعنی : دوزخ کی آگ سرکشوں اور باغیوں کے لیے ٹھکانه هے ، که ذلّت اور رسوائی کے ساتھ اس کی طرف جائیں گے، جی هاں ! وهاں پر ان کو عذاب هوگا اور ذلیل کئے جائیں گے "لِّلطَّاغِيْنَ " اس شخص کے لیے هے جو خدا کے قانون کی مخالفت کرتاهے اور خدا کی حدود سے تجاوز کرتاهے ، اور دین کے اصولوں کا انکار کرتاهے ، "مأبًا" مرجع ، ٹھکانه ، لوٹنے کی جگه ، مأب ایسی جگه هے جو باغیوں اور انکار کرنے والوں کا ٹھکانه هے .

لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا۝۲۳	ر هینگے اس میں صدیاں

باغی اورسرکش لوگ اپنی بغاوت وسرکشی کے انجام سے بے خبر لاپرواهی سے آگے چلیں گے، وه نهیں جانتے هوں گے کہ دوزخ چند قدم آگے ان کے گھات میں هے، جس میں صدیوں تک یہ لوگ رهینگے ، یہ چند دن کا قیام گاه نهیں هے، یه اس وقت سے مطابقت رکھتاهے کہ اگرظالم عناصر کو دنیا میں رهنے دیاجائے تووه اس میں اپنی سرکشی سے باز نهیں آئیں گے ، انهوں نے همیشه سرکشی میں رهنے کا تهیه کر رکھاهے، اب انهیں جهنم میں همیشه رهناهے۔

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا۝۲۴	نه چکھیں گے اس میں مزه ٹھنڈک کا اور نه پینے کو کچھ ملے (24)

یعنی : جهنم میں ٹھنڈا پانی نهیں چکھیں گے که آگ کی گرمی کو هلکا کردے، ان کو پینے کی ایسی کوئی چیز نهیں ملے گی که ان کی پیاس بجھ جائے، ان کی کھال جلے گی، اور پیاسے هوں گے۔

اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا۝۲۵	مگرگرم پانی اور بهتا پیپ

حمیم:گرم کھولتا هوا گنده پانی، پیپ اور جهنمیوں کے زخموں کا خون آلود پانی هے، " حَمِيْمًا " اس کا مطلب وه پانی جو اپنی گرمی کے عروج پرهو، حُمیٰ کا مطلب بخار هے، اس لیے که بدن کی حرارت اپنی مقدار سے بڑھ جاتاهے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور " غَسَّاقًا" کا لفظ اصل میں: پیپ ، گندگی، خون اور وہ تمام رطوبت ھے جو شدید عذاب اور اذیت کی وجہ سے آنکھوں اور جلد سے نکلتی ھے کے لیے بولا جاتا ہے۔

مفسرین نے لفظ " غَسَّاق" کے بارے میں مندرجہ ذیل تفاسیرپیش کی ھیں:

1-وہ بدبو دار اور بد مزہ مشروب جو دوزخیوں کے جسم کے پیپ سے نکلتاھے ۔
2-شراب یا بہت ٹھنڈا مشروب جو دانتوں کو توڑتا اور پیستا ھے۔
3-زیادہ ٹھنڈا اور بدمزہ اور بدبودار مشروب۔

جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾	بدلہ ھے ان کا پورا پورا

یعنی : ان کا عذاب ان کے اعمال وکردار کے موافق و مناسبت سے ھوگا، جیسے کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے تو آگ سے بڑا عذاب بھی کوئی نہیں ، جیسے ان کے گناہ ویسے ھی اللہ تعالٰی ان کے موافق ان کو عذاب چکھائیگا ۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾	وھی تھے جو کسی حساب وکتاب کی توقع نہیں رکھتے تھے (2۷)

یہ وہ لوگ تھے جوکسی حساب وکتاب کی توقع نہیں رکھتےتھے، وہ قیامت کا انتظارنہیں کررھےتھے، اس پر ایمان نہیں تھا ان کا ، اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ھونے کی تو بالکل بھی توقع نہیں کررھے تھے، وہ لوگ دنیا میں رہتے ھوئےقیامت میں اللہ تعالی کے حساب وکتاب سے نہیں ڈرتےتھے ، اللہ تعالی پر ایمان لاکر نیک عمل انجام نہیں دیتے تھے، ان کا عقیدہ یہ تھا کہ جو کچھ اس دنیا میں ھے ہمارے مرنے کے بعد سب کچھ ختم ھوجائیگا ، حالانکہ رب تعالٰی ایسا نہیں کرے گا، بلکہ کم سے کم وہ کام جو اپنے بندوں کے ساتھ کرے گا وہ یہ ھے کہ ان کے اعمال کی سزا تک لازمی ان کو پہنچادے گا۔

وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾	اور ھماری آیتوں کوسخت جھٹلاتے تھے (۲۸)

یعنی : وہ قرآنی آیات کو اور ان دلائل وبراھین کو جو اللہ تعالی نے پیغمبروں کے ذریعے اپنے بندوں پرنازل کیےتھے انہیں شدت سے جھٹلاتے تھے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا﴿٢٩﴾	هرچیزکوهم نےلکھ کر گن رکھا هے (٢٩)

یعنی : هرچیزکو هم نے لوح محفوظ میں گن گن کر لکھ رکھاهے، تاکه فرشتے اسے پهچانیں، یا اس سے مراد بندوں کے اعمال هیں جنہیں فرشتوں نے لکھا هے۔

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا﴿٣٠﴾	اب چکھو هم نهیں بڑھائینگے تم پر مگر عذاب (30)

" فَذُوْقُوْا" سے کفار مخاطب هیں ، پس چھکو که هم تمهیں اس سے زیاده عذاب دیں گے ، جیسا که سوره غافر میں فرماتے هیں : وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ﴿٤٩﴾ ترجمہ: " اور (تمام)جہنمی مل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کردے۔"

مفسرین کہتے ہیں کہ : قرآن کریم میں اہل جہنم کے لیے اس سے سخت اور شدید آیت نہیں آئی، اس لیے کہ جب بھی عذاب سے خلاصی اور نجات کے لیے کسی کو پکاریں گے تو زیادہ سخت عذاب کا سامنا کریں گے ۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا﴿٣١﴾	بیشک پرهیزگاروں کیلئے کامیابی هے (٣١)

مفاز: مراد پانا، کامیابی اور دوزخ کی آگ سے نجات هے، یامرادگھومنے پهرنے کی جگه هے۔

ابن کثیر نے دوسرے معنی کو ترجیح دی هے، اس لیے که اس کے بعد رب تعالی فرماتے هیں:

حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا﴿٣٢﴾	باغیچے اور انگور هیں (جوپهلدار اور ثمر آور هیں) (32)

«حدائق»ایسے گھنے اور ثمر آور باغات جن میں مختلف اور متنوع درخت ہوں ، یعنی ایسے باغیچے ہیں جو گھنے درخت والے اور انگور کے بیلیں ہیں ، اسی طرح جھکی ہوئی اور نزدیک شاخیں ہیں ، انگور کا ذکر دیگر پھلوں کے بنسبت بے شمار فوائد اور بہترین ذائقے کے باعث کیا ہے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًاۙ۳۳	اورجوان عورتیں ایک ہی عمر کی سب(33)

ایک ہی عمر کی نوجوان عورتیں اور نمایاں زنانہ حسن والی ان کے لیے مقرر ہیں ، "التسهیل" میں آیا ہے کہ : کواعب جو کاعب کی جمع ہے ، اس کا مطلب وہ لڑکی ہے جسکا زنانہ حسن بھرپور ہوں ، "أتراباً" سن و سال اور حسن و جمال میں ایک جیسے ہیں ،"اتراب"جمع ہے ، اور اس کا مفرد"تِرْبٌ"ہے۔

وَّكَاْسًا دِهَاقًاؕ۳۴	اور پیالے چھلکتے ہوئے لبریز(34)

جنت کے پاکیزہ شراب سے ، ان کے لیے تیار کیا گیا ہے جس میں نشہ نہیں ہے، سر درد نہیں کرتا اس کے پینے سے ، پینے والے کو بد مزاج نہیں بناتا ، اس کی عقل کو ختم نہیں کرتا ، اگرچہ یہ بہت لذت والی اور خوش گوار ہے۔

مفسرقرطبی کہتے ہیں کہ : "كَاْسًا" سے مراد شراب ہے اور جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ان کے پاس چھلکتا ہوا بھرا جام ہے (قرطبی:181/19) " كَاْسًا"جام، قرآن کریم میں جب بھی لفظ "کأس"آیا، اس میں شراب ہوگا،" دِہَاقًا"چھلکتا ہوا لبریز ہے، اور یہ خدا کے فضل اور بخشش کا سبب ہے، نہ اتنا زیادہ کہ اس سے گر جائے، بلکہ پیاس کے مطابق جتنی ضرورت ہے اتنی شراب ہے۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًاۚ۳۵	نہ سنیں گے وھاں بیهوده اورجھوٹی باتیں (35)

یعنی جنت میں وہ بیکار جھوٹی اور فضول باتیں نہیں سنیں گے ، اس لیے جنت دارالسلام ہے ، اور جو کچھ اس میں ہے باطل اور عیب سے محفوظ ہے، جنت میں شراب پینے سے انسانوں کی عقل نہیں جاتی ، اور نہ جھوٹی باتیں سنیں گے اور سب اکھٹے بیٹھے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ دلوں سے غم اور بغض و حسد اور پریشانیاں دور کردیگا، اور جنت میں سب کے سب سلام پیش کرنےاور اچھے گفتگو اور اچھائی و نیکی اور مجالس سے محبت ہوگی، اور عزت و مٹھاس اچھی گفتگو ہوگی۔

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًاۙ۳۶	نیک جزا ان کو تیرے رب کی طرف سے کفایت کرنے والی (36)

(c) ketabton.com: The Digital Library

"مِّنْ رَّبِّكَ" رب کی طرف سے، یہ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی دلیل ہے، یہ نیک جزاء اور اچھا بدلہ ان کے پروردگار نے ان کے اعمال کی وجہ سے تیار کیا ہے جو انہوں نے انجام دئیے ہیں ، اور نعیم مقیم سیدھے راستے سے وابستگی کی وجہ سے حاصل ہوئے ہے، رب تعالیٰ نے ان کو بخشش دی ہے اور ان کو بہترین جگہ اور مقام عطا کیا ہے۔

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا۟ ۳۷	جورب ھے آسمان و زمین کا اور جوکچھ ان کے درمیاں ھے، بڑی رحمت ولا، قدرت نہیں رکھتا کوئی اس سے بات کرنے کی (37)
يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۟ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۳۸	جس دن کھڑی ھوگی روح اور فرشتے صف باندھ کر، اور بات نہیں کرسکے گا کوئی ، مگر جس کو اجازت دے رحمان ، اور وہ ٹھیک بات کھے گا (38)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ھیں: روح وہ فرشتہ ھے جو اپنی پیدائش کے لحاظ سے سب سے بڑے فرشتوں میں شمار ہوتاھے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ھیں: کہ روح زمین وآسمانوں سے بڑا فرشتہ ھے۔

نسفی کھتے ھیں: کہ جمھور کا قول یہ ھے کہ: وہ جبرئیل علیہ السلام ھے۔

ایک قول کے مطابق: روح خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ھے فرشتہ نہیں ھے۔

دوسرے قول کےمطابق : وہ بنی آدم کی ارواح ھیں جو صف باندھ کر کھڑی ھوں گی، اورفرشتے دوسرے صف میں، یہ عمل

اسرافیل علیہ السلام کے دو پھونکوں کے درمیان ارواح کو جسد کی طرف لوٹائےجانے سے قبل وقوع پذیر ھوگا .

(c) ketabton.com: The Digital Library

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا۳۹	یه وهی سچادن هے ، پهر جوچاهے بنالے اپنے رب کے پاس ٹهکانه (39)

یوم جزا وہ دن ہے جس کا وعدہ سچا ، اس کا وقوع حق، اور اس کا وقت مقرر ہے،پھر ہر کوئی چاہے گا ایسا نیک عمل انجام دے جو خدا کے نزدیک اس کے لیے فائدہ مند ہو ، اور اس کو اللہ تعالیٰ سخت اور مشکل عذاب سے نجات دے ۔

« الْيَوْمُ الْحَقُّ» (1) حقیقت واضح ہوگی ، (2) انصاف ہوگا ، " فَمَنْ شَآءَ"تمام اعمال کا اختیار تمہارے پاس ہے قیامت سچ ہے اور ضرور آئے گی اب یہ کہ توبہ کریں اور پلٹ جائیں یا نہیں یہ تم پر منحصر ہے، " اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا"نیک عمل کے ساتھ اللہ کے پاس آؤ گے ،"مَاٰبًا" ایسی اچھی واپسی جو ایمان اور تقوی کے ساتھ ہو جس کے ذریعے نجات مل سکتی ہے۔

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا۴۰	هم نے خبرسنادی تم کو ایک عذاب کی نزدیک آنیوالے ، جس دن آدمی دیکھ لیگا جو آگے بھیجا هے اس کے دونوں هاتھوں نے اور کہیگا کافر کاش میں مٹّی هوتا (40)

ابن کثیرؒ نقل کرتے هیں که: الله تعالی چوپایوں کو بدلہ لینے کیلئے زنده کریگا، جب ایک دوسرےسے بدلہ لے لینگے تو دوباره ان کو مٹّی میں تبدیل کردیا جائیگا ، یه وه وقت هوگا که کافربهی ان کی حالت کی سی تمنّا و آرزو کرینگے ، جیسا که آیت بالا میں مذکورہوا۔

کفار و مجرمین جس وقت قیامت کا منظر دیکھیں گے اور رب تعالی کی عدالت اور اپنی جزائے اعمال کا مشاہدہ کریں گے تو وہ اپنے ان اعمال کے برعکس اعمال کی آرزو کریں گے اور اپنے اعمال پر افسوس وندامت کا اظہار کریں گے ، اور اس شدت حسرت میں کبھی کہیں گے : افسوس ہماری حالت پرکہ ہم نے اللہ تعالی کی اطاعت میں کوتاهی کی تھی۔

اور کبھی کہیں گے : بار الها! همیں دنیا میں واپس بھیج دو تاکه ہم نیک اعمال انجام دیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور کبھی کھیں گے: کاش ھم مٹی ھوتے کبھی بھی زندہ نہ ھوتے۔

اس بڑے دن میں نیک اور صالح لوگوں کا سب سے بهترین بدلہ یهی ہوگا کہ ان کے اعمال مجسم ان کے ساتھ ھونگے، جی ھاں : انسان اشرف مخلوقات ھے ، مگر کافر انسان گناھوں کی وجہ سے اس حالت تک پهنچ جاتا ھے کہ وہ یہ تمنا کریگا کہ کاش میں کسی بے روح اور کمتر درجے والی موجودات کی صف میں شامل ھوتا۔

دوزخ والوں کا المناک عذاب

آگ کا عذاب بهت سخت اور ھولناک ھے، جهنم کی آگ کا عذاب ایسا ھے کہ انسان اس سے نجات پانے کیلئے اپنا بهترین سرمایہ بطور فدیہ دینا چاھے گا:
(اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۹۱) (آل عمران : 91)۔

ترجمہ:(وہ لوگ جو کفر کرتے ھیں اور اسی کفر کی حالت میں دنیا سے چلے جاتے ھیں، اگر زمین بھرسونا ھوتا ، جسے وہ فدیہ کے طور پر دے دیں،(اورخود کو چھڑالیں)تو ھرگز ان سے یہ فدیہ

قبول نھیں کیاجائیگا، ان کے لیے سخت عذاب ھے، اور کوئی مددگار نھیں ھے ان کے لیے)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: (اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۳۶) (المائدة: 36)۔

بیشک جو لوگ کافرھوئے اگرھو ان کے پاس جو کچھ زمین وآسمان میں ھے اور اس کے برابر اوربھی ہو جو بدلہ میں دے دیں عذاب قیامت سے بچنے کیلئے ان سے قبول نھیں کیاجائیگا، اور ان کے واسطے دردناک عذاب ھے ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سےروایت ھے کہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُؤتىٰ بِأنْعُمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فى النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأيْتَ خَيْرًا قطُّ هَلْ مَرَّ بِکَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لاَ وَاللهِ يَا رَبّ » (صحیح مسلم بحوالہ مشکاۃ المصابیح : 3- 102)

(c) ketabton.com: The Digital Library

جهنميونميں سے ایک شخص کو لایا جائیگا، جسے دنیا میں بہت زیادہ نعمتیں دی گئی تھیں، اور اسے ایک لمحے کے لے جهنم میں غوطه دیاجائے گا ، اور پھر پوچھا جائے گاا ے ابن آدم ! کیا تم نے کھبی کوئی اچھی چیز دیکھی تھی (دنیا میں) کیا تمھیں کوئی نعمت ملی تھی ؟ وه کھے گا نهیں الله کی قسم میرے رب (کبھی دنیا میں نعمت دیکھی ھی نهیں تھی)یه وه مختصر سی حالت ھے جس کے مشاهده کے بعد کفار دنیا کی تمام لذتوں اورخوشیوں کوبھول جائیں گے، اور بخاری ومسلم میں انس رضی الله عنه سے روایت ھے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: (إنَّ اللهَ يَقُوْلُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ أَنَّ لَکَ مَافِي الْأَرْضِ مِنْ شَيءٍ كُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ قَالَ: نَعَمْ : قَالَ : فَقَدْ سَأَلْتُکَ مَاهُوَ أَهْوَنُ مِنْ هذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ أَنْ لّا تُشْرِکَ بِي فَأَبَيْتَ إِلاَّ الشِّرْکَ) بخاری کتاب الرقاق : باب صفة الجنة والنار ، (فتح الباری : 22- 416). (مشکاة المصابیح : 3- 102).

الله تعالی سب سے کم عذاب والے جهنمی سے پوچھے گا که زمین میں جو کچھ ھے اگر یه سب تیرے پاس ھوتا تو اسے توفدیه میں دیتا؟ وه کھے گا هاں ، رب تعالی فرمائے گا: اس سے کم کا میں نے تم سے کھا تھا، جب که تم اپنے باپ آدم علیه السّلام پشت میں تھے، میں نے چاهاکه تم میرے ساتھ کسی کو شریک نه کرو، لیکن تم نے میرے ساتھ شریک ٹھهرایا.

آگ کی شدت اور خوف انسان کو جھنم کے عذاب سے بچنے کیلئے اپنے تمام دوستوں اور رشتوں کو قربان کرنے کیلئے تیار کرلیگا.

يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۚ۝ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۢ بِبَنِيْهِ ۝۱۱ (حالانکه) ایک دوسرے کوسامنے دیکھ رهے ھونگے، (اس روز) گنھگار خواهش کریگا که کسی طرح اس دن کے عذاب کے بدلے میں (سب کچھ) دیدے (یعنی) اپنے بیٹے) -

(وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝۱۲ اوراپنی بیوی اور اپنے بھائی.

وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـــــؤْوِيْهِ ۝۱۳) اور اپنا خاندان جس میں وه رهتاتھا.

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ۝ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝۱۴ اورجتنے آدمی زمین میں ھیں (غرض) سب (کچھ دیدے) اور اپنے تئیں عذاب سےچھڑالے -

كَلَّا ۭ ۝ اِنَّهَا لَظٰى ۝۱۵ (لیکن) ایسا هرگزنه ھوگا وه بھڑکتی ھوئی آگ ھے.

(c) ketabton.com: The Digital Library

نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚ﴿١٦﴾ (کھال ادھیڑ دالنے والی) (سورۃ المعارج : 11-16).

ایک گنھگار شخص کی یہ خواھش ھوگی کہ وہ اس دن کے عذاب سے نجات کیلئے اپنے بیٹوں کو بدلہ میں دیدے: اسی طرح اپنی بیوی اور بھائی کوبھی، نیز اپنے رشتہ داروں اور قبیلہ اورخاندان کے لوگوں کو بھی فدیہ کےطوردیدے جنھوں نے اسے پناہ دی ، حتی کہ تمام لوگوں کو جو زمین میں رھتےتھے، (سب کوقربان کردے) اور اسے نجات مل جائے ھرگز نھیں: (یہ تمنّائیں اورخواھشیں کبھی بھی پوری نھیں کی جائیں گی ، اور کوئی فدیہ اورقربانی قبول نھیں کی جائیگی) .

یہ شعلوں سے بھری ھوئی آگ جھنم ھے، یہ جسم سے جلد کوچھیل دیتی ھے، اور اسے دور کردیتی ھے، جی ھاں ، یہ ھولناک اور پے درپے عذاب ان گنھگاروں کی زندگیوں کو ھمیشہ کے لیے اور بغیر کسی وقفہ کے تلخ اور بے سکوں وبے آرام بنادے گا.

چھ دن میں کائنات کی تخلیق

سب سے پھلے ھمیں یہ جاننا چاھئے کہ قرآن کریم کی آیات میں مذکور چھ دن میں کائنات کی تخلیق سے کیا مراد ھے؟یہ بحث قرآن کریم کی سات آیات میں آئی ھے، لیکن تین جگہ آسمان وزمین کے علاوہ (ومابینھما) کابھی اضافہ ھواھے، کہ حقیقت میں یہ پھلے جملے کی وضاحت ھے، اس لیے کہ یہ سب آسمان وزمین والے اس معنی میں شامل ھیں.

کیونکہ آسمان میں وہ تمام چیزیں شامل ھیں جوکہ بلندیوں میں ہیں، اور زمین میں اس کے مقابل میں نچلی والی اشیاء شامل ہیں .

لفظ «یوم» کے مفھوم پرجب ھم غور کرتے ھیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ایک وسیع مفھوم رکھتاھے، دیگر زبانوں میں اس کے متبادل جو لفظ آتے ھیں، وہ تو معلوم ھیں (کہ اس کا معنی دن یا دن رات کا کیاجاتاھے) مگر اکثر اس کا استعمال ایک دور کے لیے ھوتاھے چاھے یہ دور ایک سال کاھو یا ایک صدی کا، یا ھزاروں لاکھوں سال کا ، قرآن مجید سے یہ بات ثابت ھے کہ لفظ یوم اور ایام صرف دن رات کے لیے اسعمال نھیں ھوتے ، مثلاً قیامت کے لیے لفظ "یوم القیامۃ" آیاھے ، حالانکہ یہ تو ھم جانتے ھیں کہ قیامت ایک طویل مدت ھوگی ، مگر اسے یوم القیامۃ،قیامت کا دن کھاگیاھے، جبکہ قرآن سے ھی ثابت ھے کہ روز قیامت جھاں اعمال کا حساب کتاب ھوگا وہ پچاس

(c) ketabton.com: The Digital Library

هزارسال طویل دن هوگا، لغت میں بھی کبھی لفظ یوم سورج کے طلوع وغروب کے درمیان کے دورانیہ کو کھا گیاھے، اور زمانے کو بھی کہاگیاھے چاھے اس کی مدت کتنی بھی ہو۔

اس لیے الله تعالی نے زمین وآسمان کو لگاتار چھ ادوار میں تخلیق کیا، حالانکه یه ادوار لاکھوں یا اربوں سال پر محیط تھی، سوره دخان کی آیت (9-12) کے مطابق یه چھ ادوار درج ذیل ھیں۔

1-وه دن جب پوری کائنات گیس کے ایک بڑے گولے کی شکل میں تھی جوگردش کرتی هوئی اپنے مدار سے خود کبھی الگ هوئی اور دیگر کروں کو بھی تشکیل دیدیا۔
2-یه کرے رفته رفتہ مائع چیزکی شکل اورچمکدار یا ٹھنڈی اور رهنے کے قابل بنتے گئے ۔
3-ایک اور دور میں نظام شمسی تشکیل پاگیا، اور زمین سورج سے الگ هوگئی۔
4-دوسرے دور میں زمین ٹھنڈی اور زندگی کیلئے تیار هوگئی ۔
5-اس کے بعد زمین میں گھاس اور درخت نمودار هوگئے ۔
6-آخرکار کہ جب زمین پر حیوان اور انسان نمودار هوگئے ۔

البتہ سوال یه ہے که الله تعالی نے اس دنیاکو ایک لمحے میں کیوں نهیں بنایا، اس کے باوجود که اپنی بے انتها قدرت کے ساتھ زمین وآسمان کو ایک لمحے میں بنا سکتاتھا، پھر کیوں ان دونوں کو طویل ادوار میں بنایا؟ ایک اہم نکتہ اس سوال کے جواب میں یہ ہے کہ اگرتخلیق اس دنیا کی ایک لمحے میں هوتی تو خالق کی عظمت وعلم وقدرت کی حکایت پر کم دلالت کرتی، لیکن جب مختلف مرحلوں میں ، اور طرح طرح کی چیزوں اور انسانی چہروں اور حیوانات کی شکلوں کو با قاعده اور حسابی منصوبوں کے مطابق انجام دیا تو یه بهت واضح اور روشن دلیل هوگی خالق کے پهچاننے کی ۔

مثلا اگر انسان کا نطفه ایک لمحے میں ایک مکمل نوزائد ہ بچه بن جاتاھے، تو یه خلقت عظمت کو اس حدتک نمایاں نهیں کرسکتی جیسا هونا چاهیئے تھا، لیکن جب نو (9) مهینے میں هردن ایک مرحلے اور هرمهینه مختلف اشکال میں ظاهر هوتاجاتاھے تو یه جتنے مراحل سے گذرتاھے اسی حساب سے خالق کی تخلیق کے عظیم اور تازه نشانیاں نمایاں کرتا رهتاھے.در اصل اس دنیا کی تخلیق مرحله وار هوئی ھے، یه مرحله وار قانون عقلی وطبیعی قانون کے قدم به قدم مطابق اور یکساں ھے، اور عقلاء نے بھی اس قانون کو قبول

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور پسند کیاھے، البتہ اس بحث اور تحقیق کے دروازے اب بھی کھلے ہیں، اس کے متعلق تحقیق کے دروازے بند نہیں ہوئے ۔

به هرصورت دنیاکی تخلیق اور فطرت کو طبیعی قانون کے ساتھ یکساں ھونا چاہیے، اگرچه خدا تعالی کی قدرت و اراده "کن فیکون" کا ھے، ان دونوں میں کوئی تضاد نهیں ھے، یه که رب تعالی بهی "کن فیکون " رھے ، اور دنیاکی تخلیق بهی طبیعی وعقلی قانون کے ساتھ قدم بقدم مطابق اوریکساں رھے۔

صدق الله العظیم وصدق رسوله النبی الکریم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library